Lesson 34 A. Al-Baqarah (Ayaat 261 - 266): Day 113 سُوۡرَۃُالبَقَرَۃ کی تفسیر

آیات کا خلاصہ۔ یہاں سے ہم تین مختلف طرح کا خرچ دیکھیں گے۔ پچھلی آیات میں ہم نے دیکھا کہ اللہ نے ایمان والوں کو اپنی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی۔

پیسے خرچ کرنے کی تین ممکنہ صورتیں ہیں؛ صدقہ۔ سود اور اُدھار۔ صدقہ بہترین عمل ہے۔ لیکن بہت سارے لوگ صدقہ لینے یا دینے کو پسند نہیں کرتے۔ سود پر ہم اگلے سبق میں بات کرینگے۔ آج کی سوسائٹی کا ایک بہت بڑا مسئلہ قرضے اور اُن پر سود ہے۔ اسلام سود کی اجازت نہیں دیتا۔

اس لئے اگر آپ صدقہ لینا نہیں چاہتے سود کی اجازت نہیں ہے تو پھر اپ اُدھار لے لیں۔ یہاں سے ہمیں یہ بھی پتا چلے گا کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے کیا فضائل ہیں؟

مال اللہ کا ہے ہم بھی اللہ کے ہیں۔ آیت الکرسی سے پہلی اور بعد والی آیات بالکل ایسی ہی ہیں جیسے خوبصورت انگوٹھی میں بے حد خوبصورت ہیرا جڑ دیا گیا ہو۔ آیت الکرسی تو ہے ہی خوبصورت لیکن پہلے اور بعد والی آیات کا اپنا حُسن ہے۔

ان آیات میں انفاق فی سبیل اللہ پر کافی تفصیل سے بات ہوتی ہے۔ انفاق سے ا ہٹا دیں تو نفاق رہ جاتا ہے۔ معنی کہ نفاق والے کے لئے انفاق کرنا مشکل ہوتا ہے۔ ہم اپنی خواہشوں پر خوشی سے پیسہ خرچ کرتے ہیں لیکن جس بندے کو احساس ہو جائے گا کہ یہ مال اللہ کا ہے وہ اللہ کی راہ میں خوشی سے خرچ کرے گا۔ تا کہ تھوڑی سے مال کو اپنی ضروریات پوری کرنے کے بعد دوسروں پر خرچ کر دے اور یہ کہ اللہ وہ مال اُس کو ہمیشہ کے لئے دے۔ یعنی جنّت میں اُس کا بدل مل جائے۔

ہم پڑھیں گے کہ کون سے چار اسباب ہیں کہ جو خرچ کے اجر کو کم یازیادہ کر دیتے ہیں۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۶۱﴾ جو لوگ اپنا مال خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان (کے مال) کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سو دانے ہوں اور خدا جس (کے مال) کو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے ﴿۲۶۱﴾

یعنی ایک بیج بویا پھر اُس سے پودا بن گیا۔ آپ نے گندم یا کوئی اور فصل اُگتی دیکھی ہوگی۔ ایک بیج سے ایک پودا پھر اُس پر سات خوشے لگ گئے اور ہر خوشے میں تقریباً سو دانے نکلے۔ یہ سراسر نفع کا سودا ہے۔ اللہ نے خوبصورت مثال دی ہے۔ ایک چیز خرچ کرنے پر 700 تک کا فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ خرچ کرنا جو بندے کو ربّ سے جوڑ دے۔ یعنی یا تو کسی ضرورت مند کو دیں۔ یا کسی مسجد یا مدرسے کو دیں گے۔ اُس بندے یا ادارے کا ہاتھ درمیان سے نکل جاتا ہے۔ آپ کا ہاتھ براہِ راست اللہ کے ہاتھ سے لگتا ہے۔ عائشہؓ اپنے صدقے کی رقم پر خوشبو لگا لیتیں کہ جب میرا ہاتھ اللہ کے ہاتھ سے لگے تو خوشبو والا ہو۔

اللہ کے دین کو بلند کرنے کے راستے پر خرچ کرنا۔ جب فی سبیل اللہ سے پہلے یا بعد میں قتال آئے تو وہاں فی سبیل اللہ کا معنی جہاد پر خرچ کرنا ہوتا ہے۔ وقت کی ڈیمانڈ دیکھو کہ کہاں خرچ کرنے کی ضرورت ہے؟

جب جہاد نہیں ہو رہا ہو تا تو اُس وقت اللہ کے دین پر خرچ کرنے کی ضرورت ہے۔ تمام مسلم یا غیر مسلم چیریٹی پر خرچ کرتے ہیں۔ لیکن غیر مسلم اسلام پر خرچ نہیں کرینگے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ اللہ کی راہ میں یعنی اللہ کے دین کو سیکھنے اور سکھانے پر خرچ کریں۔

اب ہماری خواہش ہونی چاہیئے کہ ہم کہاں خرچ کریں کہ زیادہ سے زیادہ فائدہ ہو۔ یعنی بہترین صدقہ جاریہ چھوڑیں۔ بیج بونے کے لئے سب سے ضروری ہے کہ زمین اچھی ہو۔ زرخیز ہو۔ اچھا بیج ہو۔ کسان موسم کا انتظار کرے گا کہ کس بیج کو کس موسم میں بونا ہو گا۔ اب اُس ڈالے ہوئے بیج کی حفاظت کرینگے کہ ضائع نہ ہو جائے۔ پھر فصل کاٹیں گے۔ پھر ایسی جگہ پہنچاؤں جہاں دوسرے کے کام آسکے۔ یعنی فصل بیچ کر پیسہ لے کر گھر آتا ہے۔

اَب شروع سے دیکھتے ہیں کہ بیج خرید کر لائیں۔ کس زمین میں اپنا بیج ڈالیں؟ وہ جگہ ڈھونڈیں جہاں ہمارا پیسے کا بہترین فائدہ ہو گا۔ بیج ہماری نیّت ہے۔ عربی میں نویٰ گٹھلی یا بیج کو کہتے ہیں اسی طرح نویٰ ہی نیّت کا روٹ ورڈ ہے۔ جس طرح بیج زمین میں چھپا ہوتا ہے اسی طرح نیّت دل میں چھپی ہوتی ہے۔

ہر بالی یا خوشے میں تقریباً سو دانے ہیں۔

ایک بیج

7 x 100= 700 بیج یا دانے

اب زمین اچھی ہے نیّت اچھی ہے اور پھر آپ جگہ منتخب کر لیتی ہیں۔ جتنی نیّت خالص ہو گی اُتنا ہی فائدہ ہو گا۔ آپ کو حطیم والی جگہ کی مثال یاد ہو گی۔ اللہ کے دین کے لئے حلال مال اور خالص نیّت ہونی لازمی ہے۔ اب اگر بیج خراب ہو گا تو اُگے گا ہی نہیں۔ نیت اچھی نہ ہوئی تو پودا کمزور، بیمار ہو گا یا اُگے گا ہی نہیں۔ ہمیں کیا فائدہ ہوا؟

اللہ کے کاموں میں برکت اچھی نیّت سے آئے گی۔ یہ نہیں کہ پہلے تو اچھی نیّت سے دیا پھر احسان جتلا دیا، بے عزّت کر دیا، طعنے دیئے۔ مال ضائع کر دیا۔

اب اگر بے موسم کے بیج بوئیں گے تو کیا ہو گا؟ کہیں اللہ کے دین کے لئے خرچ کی ضرورت ہے ہمیں اُسی وقت وہاں دینا چاہیئے۔ کم یا زیادہ کی بات نہیں۔ بات نیّت اور خلوص کی ہے۔

معراج کی رات اللہ کے نبیؐ نے دیکھا کہ کچھ لوگ فصل جلدی جلدی کاٹ رہے ہیں۔ اُن کی فصل جلدی جلدی تیار ہو جاتی ہے۔ یہ اللہ کے راستے کے مجاہد ہیں۔ اللہ اِن کا اجر بڑھا چڑھا کر واپس دیتے ہیں۔ سورۂ کہف آیت 46 میں اللہ نے فرمایا؛

مال اور اولاد حیات دنیا کی ایک رونق ہے اور جو اعمال صالحہ باقی رہنے والے ہیں وہ آپ کے رب کے نزدیک ثواب کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں اور امید کے اعتبار سے بھی ہزار درجہ بہتر ہیں۔

اللہ کے راستے میں اپنے ہاتھ سے خرچ کر کے جائیں۔ جتنا فی سبیل اللہ پر خرچ ہو گا اُتنا ہی اللہ کا دین پھیلے گا۔ ہماری نسلیں سنور جائیں گی۔ اللہ کا دین لوگوں کو سکھائیں۔ یہ انشاءاللہ آپ کے لئے بہترین

صدقۂ جاریہ ہو گا۔ دین کا علم عام ہو گا تو اُتنی ہی خیر اور برکت آئے گی۔ قیامت کے دن اللہ آپ کو آپ کے فصلیں دکھا دینگے۔

ہماری اولاد، ہمارا وقت اور مال ہماری فصلیں ہیں۔ ان کو بہترین جگہ پر لگائیں۔

فصل کو نقصان دینے والے کام یعنی ہم خلوصِ نیّت سے اللہ کی راہ میں دیں لیکن پھر اُس سے بھرپور فائدہ نہ اُٹھا سکیں۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَاۤ اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾ جو لوگ اپنا مال خدا کے رستے میں صرف کرتے ہیں پھر اس کے بعد نہ اس خرچ کا (کسی پر) احسان رکھتے ہیں اور نہ (کسی کو) تکلیف دیتے ہیں۔ ان کا صلہ ان کے پروردگار کے پاس (تیار) ہے۔ اور (قیامت کے روز) نہ ان کو کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے ﴿٢٦٢﴾

احسان نہیں جتلاتے۔ پھر کوئی جسمانی، روحانی، جذباتی، اذیّت نہیں دیتے۔ اللہ کے راستے میں دینے کے بعد اللہ بندے کو بے غم اور بے خوف کرتا ہے۔ کبھی آپ پریشان ہوں۔ دکھی محسوس کریں۔ چپکے سے صدقہ کر دیں۔ حدیثؐ میں آتا ہے کہ صدقہ اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ ہم جو گناہ کر کے اللہ کا ناراض کرتے ہیں صدقہ ہمیں اللہ کی رحمت کے قریب کرتا ہے۔ اللہ کے ہاں اجر ضائع نہیں ہوتا۔ ہم اپنی سب نیکیوں کو نہیں گن سکتے۔ جیسے صدقۂ جاریہ سی ڈی ہمیں نہیں معلوم کہ کہاں کس کو کیا فائدہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات آپ کی خلوص سے کی ہوئی نیکی بہت دور تک جاتی ہے۔

فمن یعمل مثقال زرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ

سورۃ الدھر میں آتا ہے؛ اور وہ لوگ (محض) خدا کی محبت سے غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔(٨)

کھلاتے تو ہم بھی بہت ہیں ولیموں اور شادیوں پر، کس کی محبت میں؟

کسی کو کھلائیں اور بھول جائیں۔ ہم گھر والوں کو، خاندان والوں کو ہمسائیوں کو اللہ کی رضا کے لئے کھلائیں۔ اللہ آپ کو کھلائے گا۔ اللہ اجر ضائع نہیں کرتا جب ہمیں اس بات کا یقین ہو جائے گا تو دل سے نیکیاں کرینگے۔

ہر طرح کی چھوٹی اور بڑی نیکیاں کیا کریں۔ چھپا کر، ظاہر کر کے۔ کوئی موقع ضائع نہ ہونے دیں۔ دل کُھلتا ہے۔ جتنا مال اللہ کی راہ میں دینگے تو دل کا بُغض نکل جاتا ہے۔

اپنے ارد گرد حالات دیکھیں کہاں ضرورت ہے؟ مال جسم میں کولیسٹرول کی طرح ہے اپنے اوپر خرچ کرینگے تو دل کنجوس ہو تا جاتا ہے۔ دل میں مال سے محبت بڑھتی ہے۔ دوسروں پر خرچ کرینگے تو جتنا زیادہ لگائیں گے ہمارا دل کھلے گا۔ اللہ کے بندوں پر لگاتے ہیں تو اللہ دوسرے بندوں کے دل بدل دیتا ہے۔ اللہ حالات کو ہمارے لئے ساز گار کر دیتا ہے۔

اب اپنی موت کا سوچیں ذرا، فرشتے کیا کہتے ہونگے؟

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾

(ناداری کے وقت) مناسب بات کہہ دینااور در گزر کرنا(ہزار درجہ) بہتر ہے ایسی خیرات (دینے) سے جس کے بعد آزار پہنچایا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں حلیم ہیں۔(۲۶۳)

جب ہم سے کوئی مانگتا ہے۔ تو ہم خوب باتیں سُناتے ہیں۔ اپنے گھر کام کرنے والوں نوکروں کو دیتے کچھ نہیں لیکن باتیں سُناتے ہیں۔ اپنی زکوٰۃ سے اُن کے بچوں کی شادی کرواتے ہیں جو کسی صورت جائز نہیں۔ اُن کی دل آزاری کرتے ہیں۔ غریب اور ضرورت مند کی عزّتِ نفس کو مجروح کرتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ غنی ہیں حلیم ہیں۔ اللہ خود بھی غریب کو دے سکتے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ ہر بندے کا رزق اللہ نے لکھ دیا لیکن دنیا میں کچھ بہت غریب ہیں کچھ بہت امیر، تو کیا یہ تضاد ہے؟

جی نہیں! اس کی مثال یوں ہے کہ 60 لوگوں کے پاس ضرورت سے زیادہ ہے۔ 40 کے پاس صرف ایک وقت کا کھانا ہے۔ ہُوا یہ کہ اللہ نے 40 لوگوں کا کھانا بھی 60 کو دے دیا کہ اِن 40 کو دو وقت کا کھانا اب تم دو۔ اللہ خود دے سکتا تھا لیکن امیروں سے کہا کہ تم غریب کو دو تا کہ تمہیں اجر ملے۔ غریب کی آزمائش ہے اور امیر کی بھی آزمائش ہے۔

مال بذاتِ خود بُرا نہیں ہے لیکن ہم کہاں اور کیسے خرچ کرتے ہیں۔ پیسے کی ضرورت ہے۔ ایک سکالر کہتے ہیں کہ پیسہ / مال بندۂ مومن کے لئے آخرت کمانے کا ذریعہ ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پیسہ آتا ہے تو انسان کا دماغ اپنے آپ کو کچھ بڑا سمجھنے لگتا ہے اور انسان غلط کاموں پر خرچ کرنے لگتا ہے۔ اب ہم اپنے پیسے کو کیسے ضائع کرتے ہیں؟

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِيْ يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ
النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ
وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۶۴﴾ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہنچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال خرچ کرتا ہے (محض) لوگوں کے دکھلانے کی غرض سے اور ایمان نہیں رکھتا اللہ پر اور یومِ قیامت پر سو اس شخص کی حالت ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر جس پر کچھ مٹی (آگئی) ہو پھر اس پر زور کی بارش پڑ جاوے سو اس کو بالکل صاف کر دے ایسے لوگوں کو اپنی کمائی ذرا بھی ہاتھ نہ لگے گی. اور اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) رستہ نہ بتلاویں گے۔ (۲۶۴)

مال کو شو آف، لوگوں میں نام بنانے کے لئے خرچ کیا۔ مال خرچ کرنے والے دو طرح کے لوگ ہیں؛

1) اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے

2) لوگوں کو دِکھانے کے لئے مال خرچ کرنے والے

یعنی اوپر سے خرچ کیا اور اوپر ہی نظر آیا، اُس کا کوئی فائدہ نہ ہُوا۔ جو دل سے خرچ نہیں کرتا اور دے کر لوگوں کو طعنے مارتا ہے، اُس کا مال ضائع ہو جائے گا۔ لوگوں کو دکھانے کے لئے خرچ کرتا ہو لوگ دیکھ لیتے ہیں اور بس بات ختم۔ اگر اللہ کے لئے خرچ کرتا تو اُس کا اجر ملتا۔

ریاکار شخص اس انسان کی طرح ہے جو بہت باریک کپڑے پہنے جس سے اُس کے جسم کے عیب نہ چھپیں۔ لوگوں کو عام طور پر نظر آجاتا ہے کون خرچ کرتا ہے۔

بہت خیال رکھیں کہ کہیں کسی بات سے دیا ہُوا آپ کا مال ضائع نہ ہو جائے۔ چھپا کر بھی خرچ کریں، ظاہر کر کے بھی۔ ہم شادی اور مہندی پر کتنا خرچ کرتے ہیں؟

اپنے آپ کو اللہ کی نظر سے دیکھیں۔ کیا پہن رہی ہوں، کیا کھاتی ہوں۔ اپنا جائزہ لیں۔ اپنے آپ کو سنواریں۔ اندھا دھند خرچ نہ کریں۔

ابو بکرؓ نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ مجھے پرانی چادروں میں دفن کرنا کہ میں نے تو دفن ہی ہونا ہے نئی چادر کسی زندہ کو دے دینا۔ پھر زیرِلب مسکرا کر کہا کہ مجھے نیا لباس مل جائے گا۔

نیک شخص کے لئے تو ویسے بھی جنّت کا کفن آتا ہے۔ کنگال اور غریب تو وہی ہے جس کو نفس سے محبت ہے۔ کہ بس اپنی پڑی رہے۔ صرف اپنا آپ ہی نظر آئے۔

حدیثؐ ہے کہ وہ شخص کبھی غریب نہیں ہو گا جس نے درمیانہ روی اختیار کی۔

اپنا محاسبہ کریں؛

1. کیا میرے اوپر کوئی قرض تو نہیں۔
2. اگر دینا ہے تو کیوں لیا تھا؟ ناگہانی مصیبت کے لئے یا عیش کے لئے؟
3. جب اپنی ذات پر خرچ کرتی ہوں تو حساب کا یاد رہتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہر نعمت کا حساب دینا پڑے گا۔ ثُمَّ لَتُسْأَلُنَّ يَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِيمِ

دو لفظ ہیں۔ حساب اور عذاب۔ حساب اللہ آپ سے حساب لیں گے۔ کیا کہاں خرچ کیا؟ عذاب یہ کہ پکڑے گئے کہ یہ کیوں کیا؟ حساب تو ہونا ہی ہے۔

ایک موقع پر اللہ کے نبیؐ اور کچھ صحابیؓ بہت بھوکے تھے۔ ایک صحابیؓ سب کو اپنے باغ میں لے گئے اور انگور حاضر کئے۔ عمرؓ نے جلدی سے ایک انگور اُٹھا کر منہ میں رکھ لیا۔ اللہ کے نبیؐ نے فرمایا، سوچ کر کھانا اس کا بھی حساب ہونا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کے نبیؐ اتنے دن کے بعد کھانے کو ملا پھر بھی حساب ہونا ہے؟ اپنے آپ کو ائیر پورٹ پر محسوس کریں کیسے حساب ہوتا ہے۔

اپنے آپ کو خوش رکھیں۔ لیکن سوچ سمجھ کر خرچ کریں۔ کبھی سوچیں کہ کہیں ضائع تو نہیں کر رہی؟ اپنے آپ کے لئے پہنیں۔ اللہ کا دیا ہُوا مال خرچ کرنا جائز ہے لیکن ضائع نہ کریں۔

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اور ان لوگوں کے مال کی حالت جو اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی غرض سے اور اس غرض سے کہ اپنے نفسوں (کو اس عملِ شاق کا خوگر بنا کر ان) میں پختگی پیدا کریں مثل حالت ایک باغ کے ہے جو کسی ٹیلے پر ہو کہ اس پر زور کی بارش پڑی ہو پھر وہ دونا (چوگنا) پھل لایا ہو اور اگر ایسے زور کا مینہ نہ پڑے تو ہلکی پھُوار بھی اس کو کافی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں کو خوب دیکھتے ہیں۔ (۲۶۵)

ہم شادیوں پر کیسے کپڑے پہنتی ہیں؟ حدیثؐ ہے کہ اللہ اپنے بندے پر اپنی نعمتوں کا اثر دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ آپ ضرور اچھی چیز خریدیں اور استعمال کریں۔ اللہ کی احسان مند بنیں۔

اللہ آپ کو خوش دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اللہ کی رضا کے لئے کام کریں۔ کسی کو دے کر خوشی محسوس کریں۔ دینے کے بعد دل پر بوجھ محسوس نہ کریں۔

جو لوگ اللہ کی رضا حاصل کرنے کئے مال خرچ کریں اور اپنے نفس کو جمائے رکھیں (خلوصِ نیّت) تو اُن کی مثال ایک باغ جیسی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو اور اُس پر بہت بارش ہو اور پھر وہ دوگنا پھل لائے۔ اور اگر بارش نہ بھی ہو تو اُسکے لئے پھوار ہی کافی ہے۔

وجہ ؟ زمین زرخیز ہے۔ اسی طرح جس شخص کا دِل برائیوں سے پاک ہو۔ اُس کا دِل بھی زرخیز زمین کی طرح ہے۔ کہ بہت زیادہ بارش نہ بھی ہو تو پُھوار ہی کافی ہے۔

دل کی خوشی سے خرچ کیا لیکن تھوڑا سا دیا ہے تو تھوڑی سی پھوار یا بارش کی طرح ہے۔ اس کو بھی فائدہ ہو گا۔ پھر دل میں تنگی بھی محسوس نہیں کی بلکہ دل مطمئن ہے۔

اَیَوَدُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ لَہٗ جَنَّۃٌ مِّنۡ نَّخِیۡلٍ وَّ اَعۡنَابٍ تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ ۙ لَہٗ فِیۡہَا مِنۡ کُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَ اَصَابَہُ الۡکِبَرُ وَ لَہٗ ذُرِّیَّۃٌ ضُعَفَآءُ ۪ۖ فَاَصَابَہَاۤ اِعۡصَارٌ فِیۡہِ نَارٌ فَاحۡتَرَقَتۡ ؕ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الۡاٰیٰتِ لَعَلَّکُمۡ تَتَفَکَّرُوۡنَ ﴿۲۶۶﴾ بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کا ایک باغ ہو کھجوروں کا اور انگوروں کا اس کے (درختوں کے) نیچے نہریں چلتی ہوں اس (شخص) کے ہاں اس (باغ) میں اَور بھی ہر قسم کے (مناسب) میوے ہوں۔ اور اس شخص کا بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے اہل وعیال بھی ہوں جن میں (کمانے کی) قوت نہیں۔ سو اس باغ پر ایک بگولا آئے جس میں آگ (کا مادّہ) ہو پھر وہ باغ جل جائے اللہ تعالیٰ اسی طرح نظائر بیان فرماتے ہیں تمھارے لیے تاکہ تم سوچا کرو۔ (۲٦٦)

"بھلا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے" اب یہ بات سن کر اس کا دل میں اللہ کو جواب دیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اُس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں۔ اور اُس میں اُس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور جب اُس کو بڑھاپا آ جائے اور اگر اُسکے ننھے ننھے بچّے بھی ہوں اور پھر اچانک اُسکے باغ کو آگ لگ جائے اور وہ جل جائے۔

اگر کوئی شخص ساری زندگی محنت کرے۔ مال خرچ کرے اپنی جان لگائے لیکن اپنے دِل کو دکھاوے اور ریاکاری سے پاک نہ کرے تو اُس شخص کی مثال اُس باغ کی سی ہے کہ جب وہ بوڑھا ہو جائے اور محنت نہ کر سکے۔ اُسکے بچے بھی چھوٹے ہوں۔ اُس کو اجر کی ضرورت بھی ہے تو اُسکا باغ جل کر راکھ ہو جائے تو سمجھیں اس کی ساری محنت اکارت گئی۔

روایات سے پتا چلتا ہے ابن عباسؓ کی تفسیر ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس نے ابتدائی زندگی میں نیکیاں کیں لیکن آخری عمر میں نیک کام چھوڑ دیتا ہے۔

اللہ نہ کرے کہ ہمارے کسی کے ساتھ ایسا ہو۔

سورۃ کہف آیت 104-105: یہ لوگ ہیں جن کی دنیا میں کی کرائی محنت سب گئی گزری ہوئی اور وہ (بوجہ جہل کے) اسی خیال میں ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔ (۱۰۴) یہ وہ لوگ ہیں جو رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الہیٰہ کا) اور اس کے ملنے کا (یعنی قیامت کا) انکار کر رہے سو ((اس لیے) ان کے سارے کام غارت ہو گئے تو قیامت کے روز ہم ان کے نیک اعمال کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔

یعنی دُنیا دُنیا کرتے رہے کہ ہم بہت ماہر ہیں۔ یہ آج کے سبق کا خلاصہ تھا۔ نیکی کرو اور بھول جاؤ۔

ریاکار دوسروں کے لئے نیک کام کرتا رہا۔

اللہ کی خاطر نیک کام کریں۔ فضول خرچ بھی نہ بنیں۔ رشتے داروں اور خاندان والوں سے اللہ کی رضا کے لئے لین دین رکھیں۔ عبادت میں خلوص پیدا کریں۔

ضرورت کے لئے دنیا ہاتھ میں رکھیں۔ اصل مال اللہ کا ہے۔ اِس میں سے ضرورت کے مطابق خرچ کریں۔ اللہ نے جتنا زیادہ دیا ہے وہ اُتنی بڑی ذمّہ داری ہے۔ اگر ہم مسلمان خرچ نہ کرینگے تو ہمارا حال بُرا ہو گا۔ ہمیں اُمّت اور اللہ کے دین کی فکر نہیں ہے۔

آنے والی نسلوں کا سوچیں۔ اُن کے لئے کچھ تیاری کریں۔